اربعین حسینی کی پیادہ روی اور اس کے سیاسی اور سماجی اثرات کا ایک جائزہ

مولف: سید محمد موسوی رضابیات

مترجم: مولانا ظہیر عباس

اربعین حسینی، ایک عظیم مذہبی امر ہے، جو گزشتہ چودہ صدیوں سے تحریک عاشورہ اور حضرت امام حسین علیہ السلام کے افکار کی بقاء کا محور رہا ہے۔ ہر سال اربعین کی مشی (پیادہ روی) میں زائروں کی شرکت معنویت، ثقافت، سیاست اور ان کے اجتماع کا مظہر ہے۔ حقیقت میں شیعہ حضرات اس عظیم اجتماع میں ایک طرف دنیا، والوں کے مقابل، مختلف پہلوؤں سے اپنی موجودیت کا اعلان کرتے ہیں اور دوسری طرف، زائرین کا حضور ایک دوسرے پر اثرانداز ہوتا ہے۔ لہٰذا اجتماع، اربعین کی مشی (پیادہ روی) میں شرکت کرنے والوں کی سیاسی اور سماجی اجزاء کی افزودگی اور بیرونی تاثرات کا باعث ہوتا ہے۔

اس مقالہ میں اصلی سوال یہ ہے کہ اربعین کی مشی (پیادہ روی) کے اثرات کیا ہیں؟

مقالہ نگاروں نے اس تحریر میں دو پہلوؤں (سیاسی اور سماجی) سے مذکورہ سوال کا جواب دیا ہے۔ اس تحقیقی باب میں سماجی اثرات (مثلاً شناخت، طرز زندگی، اصلاح معاشرہ اور ظہور کی زمینہ سازی۔۔۔) اور اسی طرح سیاسی اثرات (مثلاً مزاحمت، وحدت، امنیت اور سامراجیت سے ٹکراؤ۔۔۔) کو بیان کیا جائے گا۔

مقدمہ

شیعیت کے تحرکات کا بنیادی عنصر اور شیعی ثقافت کے اہم ترین محور، حضرت امام حسین علیہ السلام کا قیام اور تحریک عاشورہ ہے۔ یہ اہم ترین تاریخی معاملہ جو چودہ صدی قبل وجود میں آیا اور ہمیشہ کمال کی سمت گامزن رہا، آج ''تفکر حسینی'' یا ''تحریک عاشورہ'' کے عنوان سے ایک فکر میں تبدیل ہو چکا ہے، شیعوں کی فکری اور اعتقادی زندگی کی اصلی ترین رگ ہے اور اس کا اثر، تاریخ کی ظرفیت کے لحاظ سے اس زمانے سے اب تک بشریت کے مختلف پہلوؤں پر ظاہر ہوا ہے اور مسلمانوں کی ترقی میں اس کا بڑا حصہ رہا ہے۔

واقعۂ عاشورہ کے سوگ میں عزاداری کا سلسلہ سالہاسال سے شیعوں کے درمیان رائج تھا اور ہر زمانے میں، ہر جگہ مختلف انداز سے عزاداری ہوتی رہی ہے۔ اسی لئے امام حسین علیہ السلام کے قیام کا مختلف پہلوؤں (مذہبی، روحانی، سیاسی اور سماجی) سے جائزہ لیا جاسکتا ہے اور اس لئے بھی کہ اس عزاداری نے مختلف زمانوں

میں مختلف شکل و صورت اختیار کی اور مسلم معاشرے پر اس کے مختلف اثرات مرتب ہوئے۔ معاشرے پر حضرت اباعبداللہ علیہ السلام کی عزاداری کا اثر ابتدا سے ہی ظاہر ہونے لگا تھا اور آج روز بروز اس میں اضافہ ہی ہوتا جارہا ہے۔ قیام توابین، قیام مختار، قیام زید سے لیکر ایران کے اسلامی انقلاب تک، حزب اللہ اور آخری دہائی میں اسلامی بیداری، اگران تبدیلیوں کیوجہ تحریک عاشورہ۔۔۔ کو جانا جائے تو بیشک عزاداری کو ان تبدیلیوں کی سماجی وجہ مانا جائے گا۔ کیونکہ انقلاب اور تبدیلی کے لئے برنامہ ریزی کے علاوہ ایک سماجی مقام کا ہونا بھی ضروری ہے اور اس مقام کا بہترین پہلو اور سبب مجالس اور جلوس عزا ہیں۔ لہٰذا اجتماعی عزاداری اور سوگواری کو اسلامی معاشرے کی تبدیلی کا موثرترین عنصر شمار کیا جائے گا۔

''اربعین حسینی کی پیادہ روی'' شیعوں کی عظیم ترین رسمی تقریب ہے، جس کو ایک وقت میں ایک جگہ انجام دیا جاتا ہے۔ شیعوں کی ایک بڑی تعداد اس تقریب میں شرکت کرکے اپنے سیاسی، اجتماعی اور مذہبی مختلف پہلوؤں کی دنیاوالوں کے مقابل نمائش کرتے ہیں۔ عراق کی بعثی حکومت گرنے کے بعد سے اس تقریب میں ہر سال ترقی ہو رہی ہے اور اس وقت اربعین، سیاسی اور سماجی لحاظ سے جہانِ اسلام کا موثرترین مظہر بن چکا ہے۔ لہٰذا اس کی مکمل شناخت کے لئے کتابخانوں اور فیلڈ میں سکیڑوں گھنٹے لگانے ہوں گے، اس مقالہ میں اربعین کے صرف مختصر پہلوؤں کا جائزہ لیا گیا ہے۔

اس مقالہ میں اربعین کی پیادہ روی کے سماجی اور سیاسی اثرات کا جائزہ لیا جائے گا۔ اس تحقیق کے مصنفین، مرحلہ اول میں تقریبِ پیادہ روی کا مفہوم اور اس عبادت کی خصوصیات بیان کریں گے پھر اس کے سماجی اور سیاسی اثرات پر روشنی ڈالیں گے۔

یہ مقالہ، کتب خانہ کی تحقیق، کتابوں اور مقالات سے استخراج اور تجزیہ نگاروں کے تجزیہ سے استفادہ کرتے ہوئے لکھا گیا ہے۔

۱۔ اربعین کا مفہوم اور اس کی مختصر تاریخ

۱/۱۔ اربعین کی تعریف

لغت میں اربعین، چالیسویں کے معنی میں ہے۔

(دہخدا، ۱۳۷۲، ص ۱۳۷۳)

اصطلاح میں بیسویں صفر سنہ ۶۰ ہجری، حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے چالیسویں دن کو کہا جاتا ہے۔

(طوسی، ۱۴۱۱، ص ۷۸۷)

جس دن امام حسین علیہ السلام کے اہل بیت شام سے کربلا واپس آئے۔

(مفید، ۱۴۱۴، ص ۲۶)۔

دین کے بہت سے امور میں چالیس کی عدد کا تذکرہ پایا جاتا ہے۔

مثال کے طور پر انسان کا چالیس سال کی عمر میں فکری طور پر بالغ ہونا[1] یا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چالیس سال کی عمر میں مبعوث ہونا۔

(یوسفی غروی، ۱۳۸۸، ج۱، ص ۳۱۵)

یا حضرت موسیٰ سلام اللہ علیہ کی میقات کا چالیس دن میں مکمل ہونا۔

(نوری، ۱۴۰۸، ج۹، ص ۳۲۹)

یا مؤمن کے جنازے پر چالیس مؤمنوں کی گواہی جو اس کی مغفرت کا باعث ہوتی ہے[2]۔

۲٫۱۔ اربعین کی اہمیت قرآن اور حدیث کی روشنی میں

قرآن مجید کی بہت سی آیتوں میں "اربعین" کا لفظ آیا ہے[3]۔ ان تمام آیتوں میں اربعین چالیس اور چلہ کے معنی میں ہے اور ایک طرح سے اس عدد کے تقدس کی طرف اشارہ ہے[4]۔ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ کی حدیث میں ہے کہ مؤمن کی وفات پر زمین چالیس دن تک روتی ہے[5] اور حضرت امیر المؤمنین علیہ

۱۔ سورۂ احقاف/آیت ۱۵ ۔ « حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَبَلَغَ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِيْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلٰى وَالِدَيَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَاَصْلِحْ لِيْ فِيْ ذُرِّيَّتِيْ ۚ اِنِّيْ تُبْتُ اِلَيْكَ وَاِنِّيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ؛

یہاں تک کہ جب وہ رشد کامل کو پہنچا اور چالیس سال کا ہوگیا تو کہنے لگا: میرے رب ! مجھے توفیق دے کہ میں تیری اس نعمت کا شکر ادا کروں جس سے تو نے مجھے اور میرے والدین کو نوازا اور یہ کہ میں ایسا نیک عمل کروں جسے تو پسند کرے اور میری اولاد کو میرے لیے صالح بنادے ، میں تیری طرف رجوع کرتا ہوں اور بے شک میں مسلمانوں میں سے ہوں ۔

۲۔ قال الصّادق علیہ السلام : « إذَا مَاتَ الْمُؤمِنُ فَحَضَرَ جَنازَتَه أَربَعُونَ رَجُلاً مِنَ الْمُؤمِنِينَ فَقَالُوا اللّهُمَّ إنّا لَا نَعْلَمُ مِنْهُ إلّا خَيْراً وَ أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنَّا قَالَ اللّهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالَىٰ قَدْ أَجَزْتُ شَهَادَتَكُمْ وَ غَفَرْتُ لَهُ مَا عَلِمْتُ مِمَّا لَا تَعْلَمُونَ ؛ جب کوئی مؤمن دنیا میں وفات پاتا ہے اور چالیس مؤمنین اس کے جنازے پر گواہی دیتے ہیں کہ : خدایا ! ہم اس کے بارے میں نیکی کے علاوہ کچھ نہیں جانتے، جبکہ تو اس کے بارے میں ہم سے بہتر جانتا ہے ! خداوند عالم فرماتا ہے : میں اس مؤمن کے بارے میں تم لوگوں کی گواہی، کی تائید کرتا ہوں اور میں اس کے بارے میں جو جانتا ہوں اسے بخش دیا۔ (مجلسی، ۱۳۶۳، ج ۱۰۴، ۶۲، حدیث ۳۵)

۳۔ قَالَ فَاِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ عَلَيْهِمْ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً ۚ يَتِيْهُوْنَ فِي الْاَرْضِ ۭ فَلَا تَاْسَ عَلَي الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ (مائدہ/۲۶) (اللہ نے) فرمایا: وہ ملک ان پر چالیس سال تک حرام رہے گا، وہ زمین میں سرگرداں پھریں گے، لہٰذا آپ اس فاسق قوم کے بارے میں افسوس نہ کیجیے۔

۴۔ وَاِذْ وٰعَدْنَا مُوْسٰٓى اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً (بقرہ/۵۱) اور (وہ وقت بھی یاد کرو) جب ہم نے موسیٰ سے چالیس راتوں کا وعدہ کیا تھا۔

۵۔ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلى اللهُ عَليه وَآله وَسَلَّم: « يَا اَبَاذَر ! إنَّ الْاَرْضَ لَتَبْكِي عَلَى الْمُومِنِ إذَا مَاتَ اَرْبَعِينَ صَبَاحاً ؛ اے ابوذر ! جب کوئی مؤمن دنیا سے جاتا ہے تو زمین چالیس روز تک اس کی جدائی پر گریہ کرتی ہے۔ (طبرسی، ۱۳۶۸، ۴۶۵)

السلام کے بیان کے مطابق حضرت داؤد کی توبہ چالیس دن میں قبول ہوئی[1] اور حضرت امام سجاد علیہ السلام کے مطابق امام زمانہ عجل اللہ فرجہ کے ظہور کے وقت آپ کے ہر صحابی میں چالیس مؤمنوں کی طاقت ہوگی۔

۱/۳۔ اربعین کی پیادہ روی کی مختصر تاریخ

روایات میں اربعین کے دن حضرت امام حسین علیہ السلام کے زیارت کی بے حد تاکید ہے۔ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے اربعین کے دن حضرت اباعبداللہ علیہ السلام کی زیارت کو مؤمن کی نشانیوں میں سے قرار دیا ہے[2]۔ اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اس دن سے مخصوص ایک زیارت انشاء فرمائی ہے۔ (طوسی، ۱۴۰۷، ج۶، ص ۱۱۳)

اس مقدس زیارت کی جڑوں کو بہت سی جگہوں پر تلاش کیا جا سکتا ہے؛ از جملہ اربعین کے دن حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت، مذہبی کتابوں میں آپ کو حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے بعد پہلا زائر جانا جاتا ہے اور اسی طرح آپ ہی پہلے وہ شخص ہیں جس نے کربلا میں امام حسین علیہ السلام کی زیارت اور عزاداری شروع کی۔

"پیدل" زیارت کرنا، زمانہ قدیم سے مرسوم ہے اور اس طرح کی رسم دوسرے مذاہب میں بھی مشاہدہ کی گئی ہے اور اس کے لئے کوئی زمانہ اور کوئی جگہ مخصوص نہیں ہے۔

بیان کیا گیا ہے حضرت آدم نے ایک ہزار مرتبہ خانہ خدا کی زیارت کی اور یہ راستہ اپنے قدموں سے (پیدل) طے کیا۔ (دربندی، ۱۳۹۲، ص ۱۳۶)

روم کے بادشاہ قیصر نے اپنے خدا کی بارگاہ میں نذر کی تھی کہ ایرانیوں پر فتح پانے کی صورت میں بیت المقدس کی زیارت کے لئے قسطنطنیہ سے پیدل جائے گا اور اس نے یہ کام انجام بھی دیا۔ (سبحانی، ۱۳۸۵، ص ۶۹۶)

۱۔ امام علی علیہ السلام نے فرمایا: خداوند عالم نے حضرت داؤد پر وحی فرمائی: « إنّکَ نِعمَ العَبدُ لَو لا انَّکَ تأکُلُ مِن بیتِ المالِ وَ لاتعمَلُ بِیَدِکَ شَیئاً؛ ای داود! اگر بیت المال سے اپنا خرچ نکالنے کے بجائے اپنی محنت کی کمائی سے اپنی زندگی کا خرچہ پورا کرتے تم اچھے بندے ہوتے۔ پس حضرت داؤد نے چالیس صبح استغاثہ فرمایا اور زرہ سازی میں مشغول ہو گئے اور بہت دولت کمائی۔ (حر عاملی، ۱۴۱۶: ج۱۷، ۳۷،

۲۔ امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا: «عَلَاماتُ المُؤمِنِ خَمس: صَلاۃُ إحدیٰ وَ الْخَمسِینَ، أی الفَرائِضَ الیَومِیَّۃَ وهِیَ سَبعَ عَشَرۃِ رکعۃً وَ النَّوافِلَ الیَومِیَّۃَ وَهِیَ أربعٌ وَثَلاثُونَ رکعۃً، وَ زِیارۃُ الأربَعِینَ وَ التَختُّمِ بِالیَمِینَ وَ تَعفِیرَ الجَبِینِ بِالسُّجُودِ وَ الجَهرَ بِسمِ اللهِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ؛ مؤمن کی پانچ نشانیاں ہیں: روزانہ ۵۱ رکعت نماز (۱۷ رکعت واجب اور ۳۴ رکعت نافلہ)، روز اربعین زیارت امام حسین علیہ السلام، داہنے ہاتھ میں انگوٹھی، خاک پر سجدہ کرنا، نمازوں میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم بلند آواز سے پڑھنا۔ (طوسی: ۱۴۱۱، ۷۸۷)

پیدل زیارت کرنے کی رسم کا تمام مذاہب میں پایا جانا، اس بات کی دلیل ہے کہ زیارت کا یہ طریقہ بہت اہمیت رکھتا ہے۔

دینِ اسلام میں بھی پیدل زیارت کرنے پر، بے حساب اجر و ثواب لکھا ہوا ہے۔ امام صادق علیہ السلام کی نظر میں ایک بار پیدل حج کرنے کا ثواب ۷۰ حج کے برابر ہے (ابن بابویہ، ۱۴۱۳، ج ۳، ص ۵۳)

اسی طرح آپ فرماتے ہیں: ''جو شخص حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام کی زیارت کے لئے پیدل جائے گا، خداوند عالم اسے ایک حج اور ایک عمرہ کا ثواب عطا فرمائے گا اور اگر واپس بھی پیدل جائے گا تو دو حج اور دو عمرہ کا ثواب لکھے گا۔ (ابن طاؤوس، ۱۳۹۲، ص ۷۵)

آپ ایک دوسری حدیث میں فرماتے ہیں: ''جو شخص قبر امام حسین علیہ السلام کی زیارت کرنے کے لئے پیدل جائے گا خداوند عالم اسے ہر قدم پر اولادِ حضرت اسماعیل سے ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب عطا فرمائے گا۔ (ذہنی تہرانی، ۱۳۸۹، ص ۴۳۹)

جناب ابن قولویہ نے ''کامل الزیارات'' میں حضرت ابا عبداللہ علیہ السلام کی پاپیادہ زیارت، کے ثواب کے بارے میں دس روایتوں سے زیادہ، نقل کی ہے کہ جن میں سے بعض یہ ہیں:

تمام گناہوں کا بخشا جانا

ہر ہر قدم پر پاک ہونا

پہلے قدم پر ہی تمام گناہوں کا محو ہو جانا اور دوسرے قدم پر حسنات کا لکھا جانا

دنیا اور آخرت میں بلاؤں کا دور ہونا

دنیاوی حاجت پوری ہونا

آتش جہنم سے آزادی و۔۔۔ (ر۔ ک، ابن قولویہ، ۱۳۷۵، ص ۱۴۲-۱۴۵)۔

آہستہ آہستہ احادیث کی تبعیت میں پیدل زیارت کرنا، عوام اور خواص کے درمیان مرسوم ہو گیا۔ مرحوم آخوند خراسانی، مرحوم شیخ انصاری، مرزا حسین نوری و۔۔۔ ان بزرگان میں سے ہیں جو پاپیادہ زیارت کا خاص اہتمام کرتے تھے۔ اسی طرح شیعہ حکومتوں کے حاکم از جملہ جلال الدولہ آل بویہ، جس نے خندق (کوفہ کا ایک علاقہ) سے مشہدِ امیر المؤمنین علیہ السلام، نجف اشرف تک پیدل سفر کیا۔ (ابن جوزی، ۱۴۱۲، ج ۸، ص ۱۰۵) اور شاہ عباس صفوی نے اصفہان سے مشہد الرضا تک کا راستہ پیدل طے کیا۔ (سیوری، ۱۳۹۵، ص ۹۵؛ والہ اصفہانی، ۱۳۸۰، ص ۱۷۶)

مندرجہ بالا دستاویزوں کی بناء پر "پا پیادہ زیارت کی اہمیت" اور اسی طرح "روز اربعین زیارت امام حسین علیہ السلام کی اہمیت" دونوں چیزیں ایک دوسرے سے مل کر "اربعین کی پیادہ روی" کے عنوان سے ایک عظیم الشان تقریب بن گئی جو صدیوں سے سید الشہدا علیہ السلام کی محبت کا مظہر اور شہادت و ایثار کی ثقافت کا گھر ہے۔

۱/۴/۱۔ تحقیق کا سابقہ

اب تک، زیارت کا تجربہ، زیارت کے اثرات، اربعین حسین کی پیادہ روی، اس مختلف پہلو اور اس کے اثرات کے بارے میں مختلف اور خصوصی تحقیق انجام پائی ہے۔ مثال کے طور پر گراؤنڈ رسرچ میں جناب یوسفی اور ان کے ساتھیوں نے ۱۳۹۱ میں ۶ زائرین سے ایک با مقصد و مفید انٹرویو لیا جس میں انھیں یہ معلوم ہوا کہ تقدس، شفاعت، والہانہ عشق، خضوع، توسل، مناجات اور سکون، زیارت کے مرکزی معنی ہیں جن کو تین عناوین میں خلاصہ کیا جا سکتا ہے:

زیارت کے آداب، زیارت ہونے والی شخصیت کا خارق العادۃ ہونا اور جذبہ۔

اسی طرح یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ یہ تینوں چیزیں تمام شرکت کرنے والوں میں مشترکہ طور پر پائی جاتی ہیں جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ زیارت ایک سماجی رجحان ہے۔

رضوی زادہ نے (۱۳۹۶) میں ۳۶ ضعیف ایرانی مرد اور عورت سے کربلا کے راستہ میں جو انٹرویو لیا اس کے تجزیہ سے اس تجربہ کے بارے میں تین طرح کے اصلی خیالات سامنے آئے ہیں:

ا۔امر مادی کے تعلیق کا تجربہ (۲) با معنی مقدس مصیبت، (۳) اجتماعی عبادت کا جذبہ۔ البتہ یہ تین خیالات خود ۶، فرعی گفتار پر مشتمل ہے: عقلی آلہ کار کا رابطہ، سماجی بھید بھاؤ کا خاتمہ، قدسی اور غیبی امور کا ادراک، انعام اور جزاء کی امید، مذہبی اجتماع سے قومی شناخت کا رابطہ اور تاریخی رنج آلود واقعہ کی ترمیم کے ساتھ مذہبی عقیدت کا عملی اعلان۔

"عقلی آلہ کار کا ربط" خود دو اجزاء پر مشتمل ہے۔

اسی طرح طالبی اور براق پور (۱۳۹۴) کی پیراڈائیم ماڈل کی شکل میں جو تحقیق ۱۰/زائرین کے انٹرویو کے ذریعہ وجود میں آئی ہے، کریسٹیا اور ان کے معاونین (۲۰۱۶ش) ۲۴۱۰ عراقی اور ۱۶۶۸ ایرانیوں سے زیارت کی دلیل کے سلسلہ میں جو انٹرویو لیا، طاہری (۱۳۹۴ء) نے ۵۳۸ حاجیوں اور زائرین بیت اللہ سے جو انٹرویو لیا، وہ اس سلسلہ کی میدانی تحقیق شمار ہوتی ہے۔

کتب خانہ کی تحقیقات میں جن پہلوؤں پر تحقیق ہوئی ہے ان میں زیارت کی سوشیالوجی سے لیکر اربعین کی پیادہ روی کے مختلف پہلو وغیرہ۔۔۔ شامل ہیں۔ مثال کے طور پر لانکوار (۱۳۸۱ش) نے اپنی تحقیق میں کہا ہے کہ زیارت کا سفر، روحانی کارکردگی کی وہ شکل ہے جو درحقیقت زندگی کی کمیوں کی تکمیل کے لئے انجام دیا جاتا ہے اور زائر اس سفر میں اپنی زندگی کے نامساعد حالات پر غلبہ پانے کی کوشش کرتا ہے۔

جوادی آملی (۱۳۹۴ش)

جدید عیسوی دہائی میں زیارت کی حیات نو کے تجزیہ میں بیان کرتے ہیں کہ جس دور میں اقدار تبدیل ہو رہے ہیں، زیارت کی طرف خاص توجہ اس بات کی علامت ہے کہ بے شمار لوگ اپنی روزمرہ کی زندگی کو چھوڑ کر ایک حقیقی زندگی کی تلاش میں دوسری جگہوں کا سفر کرتے ہیں۔ دین کا عقیدہ رکھنے والے ان مقامات کا سفر کرتے ہیں جہاں انھیں اللہ سے قریب ہونے کا احساس ہو۔ ان مقامات پر مؤمنین اپنے عقیدہ اور ایمان کو تازہ کرتے ہیں۔ فلاناگان (۱۳۹۴ش) کی تحقیق کے مطابق مذہبی رسومات کے مختلف اثرات ہیں جیسے سکون و اطمینان، عبادت، سماجی اور جسمانی حیات۔

امین (۱۳۹۵ش) نے ایک تحقیق میں اربعین حسینی کی پیادہ روی کی خصوصیات میں تین بنیادی ارکان جوہر، قالب اور کارکردگی کو شمار کیا ہے۔ انھوں نے زائرین، مروجین اور مجریوں کی تفسیر کی دیدگاہ سے اس تقریب کا جائزہ لیا ہے۔

۲۔ اربعین حسینی کی پیادہ روی

۲/۱۔ تقریب کی تعریف (آئین)

ائین یعنی تقریب، ایک سماجی معاہدہ یا سماجی طرز عمل کی ایک صورت ہے جس کو بے پناہ شوق اور جذبات کے ساتھ انجام دیا جاتا ہے۔

(Kanekar, 1992, P89)

تقریب، سماجی نمائش کی موشگافی کا قوی ترین وسیلہ ہے کہ جس کے ذریعہ اہم ترین تہذیبی خصوصیات جو اس نمائش میں پوشیدہ ہیں، عیاں ہوتی ہیں۔

(ترنر، ۱۳۷۸: ۸۲)

دورکیم (۱۹۶۵ء) کی نظر میں تقریب ایک عملی رسم ہے جو مقدس دین کی روح پر مشتمل ہوتا ہے اور باکوک کی نظر میں تقریب ایک جسمانی نمائش ہے جو سمبُل اور علامات پر مشتمل ہوتی ہے۔

(Bacock, 1974, P 463)

ظاہر ہے کہ سماجی علوم کے دوسرے مفاہیم کی طرح "تقریب" کی بھی مختلف تعریفیں ہیں۔ تقریب شناسی کی ادبیات میں ثقافتی مفہوم کی طرح تقریباً مصنفین کی تعداد کے برابر، تقریب کی تعریف موجود ہے۔ (رود نبولر، ۱۳۸۷، ص ۴۰)

شیعہ تقریبات کے درمیان، اہم ترین تقریب (حسینی اور عاشورائی تقریب) کو جانا جاسکتا ہے۔ بنیادی طور پر شیعوں کی عزاداری، بالخصوص عاشورہ کی عزاداری کو شیعوں کے نمایاں ترین ایام سے تعبیر کیا جاسکتا ہے۔ (بلوشر، ۱۳۶۳، ص ۸۷)

تاریخ شیعیت میں ہمیشہ، عاشورہ کی عبادت، لوگوں کے دینی اور مذہبی تفکر بنیاد اور سماجی وجدان کا امتزاج ہے۔ امام حسین علیہ السلام کی عزاداری، شیعوں کے لئے اہم ترین اجتماعی عبادت اور دینداری اور مذہبی تجربات کا بنیادی میدان ہے۔ اس تقریب کی مختلف شکل اور صورت لوگوں کے دینی، ثقافتی، سماجی اور سیاسی شناخت کا اصلی محمل ہے (رحمانی، ۱۳۹۲، ص ۱۷) "اربعین حسینی کی پیادہ روی" شیعوں کی مذہبی تقریبات میں عظیم ترین تقریب ہے جو ایک مقام پر ایک وقت میں انجام پاتی ہے۔ اس تقریب میں شیعہ حضرات بہت بڑی تعداد میں جمع ہوتے ہیں اور اپنی سب سے عظیم تقریب انجام دیتے ہیں۔

۲/۲۔ اربعین کی خصوصیات

۲/۲/۱۔ تفریح اور سیاحت کے پہلو کا نہ ہونا

اربعین کی پیادہ روی ایک ایسی تقریب ہے جو سفر پر مشتمل ہے، لیکن اس میں تفریح اور سیاحت کا پہلو بالکل نہیں ہے۔ ایسا سفر جس میں یہ تقریب انجام پاتی ہے خوشی سے خالی ہوتا ہے البتہ اس طرح کے سفر کا ہدف اہل بیت پیغمبر ﷺ کی جسمانی اور معنوی مصیبت کا ادراک اوران کے سوگ میں شریک ہونا ہوتا ہے۔ واضح لفظوں میں، شیعہ حضرات یہ سفر اس لئے کرتے ہیں تاکہ ان میں روحانی تبدیلی پیدا ہو جائے اسی لئے اس کا ہدف سیر اور تفریح نہیں ہے۔ اسی لئے اربعین کی تقریب دنیا کی تمام تر تقریبات سے بالکل الگ ہے۔

۲/۲۔ قدسی خصلت (غیر قابل ادراک خصوصیت)

تقریبات، عام طور پر ایک مقدس قدرت کو خراج تحسین پیش کرنے کے لئے انجام دی جاتی ہیں۔ (براکت، ۱۳۶۳، ص ۲۶۷)، تقریب کا تعلق ایک مقدس چیز سے ہوتا ہے۔ قدسی ہونے کا معیار، اس اجتماع میں شرکت کرنے والوں کا انداز ہوتا ہے؛ یہ دیکھا جاتا ہے کہ یہ مقدس موضوع ان کی نظر میں کس درجہ محترم ہے۔ (رود نبولر، ۱۳۸۷، ص ۶۴۔۶۶)۔ دوسرے لفظوں میں، تقریبات میں غیر قابل ادراک رنگ کا ہونا ضروری ہے۔ (بشیر، ۱۳۹۰ص ۲۳۹)

راستہ کی مٹی کا متبرک ہونا، سبیل اور تبرک کا شفا بخش ہونا و۔۔۔اس تقریب کی خصوصیات میں سے ہیں۔ (امین ۱۳۹۵، ص۳۹) پیادہ روی والے راستہ پر ایسے زائرین بھی نظر آتے ہیں جو جسمانی طور پر معلول ہوتے ہیں، ایسے بوڑھے مرد اور عورتیں بھی دکھائی دیتے ہیں جن کے لئے پیدل چلنا دشوار ہوتا ہے اور ایسی خواتین اور بچے دیکھے جاتے ہیں جو راستہ کی سختیوں سے پہلی بار دوچار ہوتے ہیں و۔۔۔ان تمام مناظر کی وجہ، سفر اربعین کا قدسی ہونا ہے ورنہ اگر یہ خصوصیت نہ ہوتی تو اس طرح کے حیرت انگیز مناظر نہ ہوتے۔

اربعین کے اس عظیم الشان اجتماع میں کسی طرح کا اختلال اور بحران نہ ہونا، اس حقیقت کی طرف اشارہ ہے کہ اس میں کسی غیر قابل ادارک طاقت (غیبی امداد) کا ہاتھ ہے۔ چھوٹے چھوٹے اجتماعات مثلاً مسابقے اور مقابلے، جشن اور عزاداری میں بعض چیلنجز کا سامنا کرنا پڑتا ہے جن کو یہاں بیان نہیں کیا جاسکتا۔ لیکن اربعین کی پیادہ روی میں ۲۷/ملین افراد مختلف ممالک سے آتے ہیں، اس کے باوجود کسی طرح کی کوئی مشکل نظر نہیں آتی۔ میری نظر میں یہ صرف اور صرف غیبی امداد سے ہی ممکن ہے۔ خداوند عالم کا مسلمانوں اور مؤمنوں کی نصرت اور مدد کرنا، غیبی امداد کہلاتا ہے، چاہے خدا بطور مستقیم نصرت کرے اور چاہے نبیوں اور اماموں کے ذریعہ نصرت کرے۔ (قوام، ۱۳۸۴، ص۱۶) غیبی امداد کی روشن مثالوں کو انقلاب اسلامی اور ۸/سالہ جنگ کے دوران دیکھا جاسکتا ہے[۱]۔

۲/۲/۳۔ عوامی ہونا، حکومتی نہ ہونا

اس عزاداری کی تقریب میں لوگوں کا رضاکارانہ طور پر شرکت کرنا، اس کے اخراجات میں حصہ لینا اور کاموں کو اپنی مرضی سے بڑھ چڑھ کر انجام دینا، ان تمام چیزوں کو دیکھتے ہوئے اسے "عوامی تقریب" کا نام دیا جاسکتا ہے (امین، ۱۳۹۵، ص۴۳) جناب محسنیان اس طرح کے انتظام کو "انتظامیہ بورڈ" کہتے ہیں، ان کی نظر میں انتظامیہ بورڈ مکمل طور پر مقامی اختراع ہے جس نے تحریک عاشورہ کی یاد اور معاشرے کے حق میں ایثار کا جذبہ، چودہ صدیوں سے محفوظ رکھا ہے۔ اس طریقہ کار اور اس انتظام کی خصوصیات ہیں: رضاکارانہ، محبت و عقیدت، جوش و خروش، ثواب کی چاہت، ہماہنگی، اور ذمہ داری (محسنیان، ۱۳۸۶، ص۴) اسی بناء پر، اربعین کے اس عظیم اجتماع میں حکومت یا حکومتی اداروں کی کوئی دخالت نہیں ہوتی، اس کے تمام تر انتظامات خود لوگوں کے ہاتھوں میں ہوتے ہیں۔ ایک شرح کی مطابق تقریباً ۲۷ ملین افراد اربعین میں شرکت کرتے

۱۔ مزید مطالعہ کے لئے: رجوع فرمائیں: قوام، ۱۳۸۴

ہیں اور ہر شخص کم سے کم دس دن عراق میں ٹھہرتا ہے(جمہوری اسلامی خبر رساں ایجنسی، خبر کوڈ: ۸۱۸۶۴۰۱۴)

ظاہر سی بات ہے کہ اس کے انتظام میں بہت زیادہ دشواریاں پیش آنی چاہیئے لیکن لوگوں کے انتظامات کی وجہ سے کسی طرح کی کوئی مشکل پیش نہیں آتی۔ لہٰذا اربعین کی پیادہ روی کا سب سے مثبت نقطہ، اس کے انتظام کا لوگوں کے ہاتھ میں ہونا ہے۔

۳۔اربعین کی پیادہ روی کے سماجی اثرات

۱/۳۔شناخت

عام طور پر تقریبات کے سماجی اثرات میں اہم ترین اثر، شناخت ہے۔ ثقافتی شناخت، مشترک عقائد اور اقدار کے تکرار سے محفوظ رہتی ہے اور رسومات کا قیام اور اسی طرح سماجی اور ثقافتی بحران سے حفاظت کے لئے اس کا اگلی نسلوں تک انتقال، ہر تقریب کا بنیادی اثر ہوتا ہے۔ (توسلی، ۱۳۶۹ ص ۱۵۳) حسینی اور ان کے اہل کاروں کی نظر میں، عمل شناخت اور اندرونی واقفیت (بالخصوص جوانوں اور نوجوانوں کے لئے)کے مراحل میں مذہبی شناخت، اہم ترین قدم ہے۔ (حسینی اور ان کے اہل کار، ۱۳۸۹، ص۶۸) اربعین میں شرکت کرنے والے لوگ، پیادہ روی کے دوران، بے شمار نظریاتی مسائل از جملہ دین کی حقیقت، مذہب تشیع کے اصول اور قیام امام حسین علیہ السلام کی کیفیت اور ہدف سے آشنا ہوتے ہیں۔ لہٰذا یہ معرفت، اس شناخت کا باعث ہوتی ہے جو سماج کے مختلف مراحل میں اثر انداز ہے۔

تقریبات کے ذریعہ شناخت کا حاصل ہونا اس حد تک اثر انداز ہوتا ہے کہ مذہبی رسومات اور فردی زندگی پر اس کا سایہ پڑتا ہے۔ (دغاقلہ، ۱۳۸۶، ص۶۵) اس طرح پیادہ روی سے حاصل ہونے والی تہذیب اور اس کا ماڈل، شرکت کرنے والوں کی زندگی کے طور طریقہ میں اثر انداز ہوتا ہے۔ لہٰذا اربعین کو ثقافت کی غذا اور موثر ترین زندگی کا انداز کہا جا سکتا ہے۔

۲/ ۳۔اسلامی طرز زندگی کی تشکیل

آنٹونی گیڈنز کی نظر میں طرز زندگی کی اصل وہ حقیقی نظام ہے جس کو لوگ اپنے عقائد کی بنیاد پر تیار کرتے ہیں۔ انسان منتخب شدہ اصول کا ایک مجموعہ دل سے تسلیم کرتا ہے اس کے بعد اپنے اعمال کو انھیں اصول کے مطابق انجام دیتا ہے۔ (گیڈنز، ۱۳۷۸، ص۱۱۹۔ ۱۲۹) اربعین کی پیادہ روی میں شرکت کرنے والے لوگ اس راستہ میں بہت سے ثقافتی اصول سے آشنا ہوتے ہیں جن کا اثر اسلامی طرز زندگی کے مختلف پہلوؤں پر پڑتا ہے۔ شیعوں کی زندگی کے ثقافتی اور سماجی اصول، ایک زمانے سے ترقی کی راہ پر گامزن ہیں اور وہ مختلف مرحلوں سے

گزرتا ہوا آج کمال کی منزل پر پہونچ چکا ہے، جس کو اربعین میں مشاہدہ کیا جا سکتا ہے۔ روحانی سرور اور نشاط، مال و منال کی قربانی، عراقیوں کی طرف سے زندگی کے تمام تر امکانات کو زائرین کے حوالہ کر دینا، زائرین کے درمیان بھید بھاؤ نہ رکھنا، شرکت کرنے والوں کا رنگ و نسل اور قومیت اور زبان سے الگ ہو کر ایک دوسرے سے انس و محبت اور ایک دوسرے کے آداب و رسوم کا احترام، یہ ساری چیزیں شرکت کرنے والوں کے کمال کردار کو نمایاں کرتی ہیں۔ جو لوگ پہلی بار اس طرز زندگی سے آشنا ہوتے ہیں انھیں اپنی سمت یہ تقریب جذب کر لیتا ہے جس کے بعد وہ ایک جدید طرز زندگی میں قدم رکھتے ہیں اور جو سالہاسال سے اس فضاء میں رہے ہیں ان کے لئے اربعین کی پیادہ روی بے نیازی کا باعث ہوتی ہے۔

اربعین کے اجتماع میں معاشیات کا ایک سیسٹمیٹک نظام نظر آتا ہے جو لوگوں کی رضاکارانہ شرکت اور تعاون سے وجود میں آتا ہے۔ ایسا تعاون جو یورپ کی مطلبی دنیا میں قابل تصور نہیں ہے۔ اس ثقافتی نظام کے باعث امنیت پیدا ہوتی ہے اور لوگوں کے جسم، حفظان صحت اور غذا کا مناسب انتظام کیا جاتا ہے۔ (محمدی سیرت، ۱۳۹۵، ص۱۹) اگر اسلامی برادری میں یہ اصل زندہ ہو جائے اور لوگ دوستی اور رشتہ داری سے الگ ہو کر ایک دوسرے کا تعاون کریں اور سامراجیت کا ساتھ دینے سے گریز کریں تو سماج کی بے شمار برائیاں ختم ہو جائیں گی۔ (مکارم شیرازی، ۱۳۷۴، ج۴، ص ۲۵۴)

گزشتہ عنوان میں بیان کیا گیا ہے کہ مذہبی تقریبات سے جو شناخت حاصل ہوتی ہے وہ شرکت کرنے والوں کے لئے طرز زندگی کی تشکیل میں اثر انداز ہوتی ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ تقریب پیادہ روی سے جو طرز زندگی وجود میں آتی ہے وہ لوگوں کی شناخت میں موثر ہوتی ہے۔ بہت سے محققین اس نتیجہ پر پہونچے ہیں کہ طرز زندگی کا شناخت میں بہت بڑا کردار ہوتا ہے۔ (Barber et al, 2005, p 185; Gaggard et al, 1991, p103؛ خواجہ نوری اور ان کے معاونین، ۱۳۸۹، ص ۱۲۷۔ ۱۵۲)

۳/۴۔ اصلاح معاشرہ اور ظہور کی تیاری

حضرت امام حسین علیہ السلام کا قیام اصلاح معاشرہ اور احیائے دین کے لئے تھا[۱]۔ قیامِ عاشورہ اور انتظارِ موعود، دونوں ایک دوسرے کے لئے باعث تکمیل ہیں۔ امام حسین علیہ السلام کا یزید کی فاسد اور گمراہ حکومت کی اصلاح کے لئے پُرجوش قیام، شیعوں کے لئے بہترین لائق تقلید نمونہ ہے جس سے سبق حاصل کر کے انسان

۱۔ ''اِنِّی لَمْ اَخْرُجْ اَشِراً وَ لَا بَطِراً وَ لَا مفسِداً وَ لَا ظَالِماً اِنَّمَا خَرَجْتُ لِطَلَبِ الْاِصْلَاحِ فِی اُمَّةِ جَدِّی''؛
میں نے شر، فتنہ اور فساد کے لئے قیام نہیں کیا ہے، میں صرف اور صرف اپنے نانا کی امت کی اصلاح کے لئے قیام ہے۔ (مجلسی، ۱۳۶۳، ج ۴۴، ص ۳۲۹)

ہر زمانے میں اور ہر جگہ اسلامی معاشرے کی سیاسی پیش رفت میں ایک نمایاں کردار ادا کر سکتا ہے۔ (رستمی ۱۳۸۸، ص۱۶۹) اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ ہر انقلاب کے آغاز میں ہی کچھ سماجی قواعد اور گروہی اصول بنائے جاتے ہیں جو سماجی زندگی میں مختلف صورتوں مثلاً تقریب، رسومات، اقدار اور سماجی اصول، میں قابلِ استفادہ ہوتے ہیں۔ انقلابِ عاشورہ جس کو ایک اہم ترین ثقافتی انقلاب مانا جاتا ہے، اس میں بھی یہ خصوصیت موجود ہے۔ (جان احمدی، ۱۳۸۸، ص ۲۵۳) اگر دورکیم کا نظریہ مان لیا جائے کہ بغیر غرض کے کوئی معاشرہ تشکیل نہیں پاتا، (گیڈنز، ۱۳۷۶، ص ۱۶۳) تو یہ کہا جاسکتا ہے کہ شیعہ معاشرہ، عاشورائی غرض کے ساتھ تشکیل پایا اور آہستہ آہستہ ایک سماجی صورت میں تبدیل ہو گیا، اس کے اخلاقی اقدار نے تقریبات اور رسومات کی شکل لے لی اور ان کے ذریعہ معاشرہ کی اصلاح اور سماج کی کردار سازی کا کام ہونے لگا۔ (مندراس، ۱۳۸۴، ص ۱۶۷) اس اصلاح اور انتظام کا نمونہ، اربعین حسینی کی پیادہ روی میں دیکھا جاسکتا ہے۔ اس تقریب میں کئی ملین شیعہ، حسینی تعلیمات (مثلاً ظلم اور فساد کے خلاف قیام، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر، ہجرت اور جہاد) سے سبق لیکر اسے اپنا شعار قرار دیتے ہیں۔ یہ انداز اس حد تک آگے بڑھتا ہے کہ ایک گروہی شعار سے نکل کر سماجی اصلاح میں بدل جاتا ہے جس کا اثر آج مشرق وسطیٰ کے ممالک میں اسلامی بیداری کی شکل میں دیکھا جا سکتا ہے۔ آہستہ آہستہ یہ گروہی شعار، ایک جماعت کی تحریک میں بدل کر اسلامی معاشرے میں سماجی تبدیلی کا باعث ہوتا ہے کہ اس تبدیلی کا اصلی ہدف حضرت بقیت اللہ الاعظم کے ظہور کی تیاری ہے اور حضرت کے ظہور سے معاشرے کی اصلاح کا کام مکمل ہوگا۔ اسی لئے البعین کی پیادہ روی کا اہم ترین اثر، معاشرے کی اصلاح اور ظہور کی تیاری کو جانا جاسکتا ہے۔

۳/۴۔ اجتماعی اور فردی مصائب اور مشکلات سے نجات

دورکیم کا نظریہ ہے کہ دینی تعلیمات اور فردی اور گروہی عبادت سے انسانوں کو رنج و مصائب سے نجات ملتی ہے اور ناامیدیاں ختم ہو جاتی ہیں اور مشکلات اور پریشانیاں برداشت کرنے کا حوصلہ بڑھتا ہے اور سکون واطمینان نصیب ہوتا ہے۔ ان فردی اعمال کے انجام دینے کی صورت میں، دین انسانوں کو اجتماعی سکون عطا کر سکتا ہے (یینگر، ۱۹۷۰، ص۹) وبر کی نظر میں بھی دین کا مقصد انسان کو ذہنی سکون عطا کرنا اور ظاہری زندگی کو حقیقی زندگی میں بدلنا ہے۔ (Weber, 1970, p 281) ایک معاشرے کے لوگوں کا ایک انداز کا گروہی عمل انجام دینا، مثلاً ایک معین اور اجتماعی تقریب، اس معاشرے کے لوگوں کے درمیان آپسی محبت کو بڑھاتا ہے۔ اس طرح سماجی یکجہتی اور ہم آہنگی کو قوت ملتی ہے اور معاشرے کی بقاء اور پائیداری کے اسباب فراہم ہوتے ہیں۔ (توسلی، ۱۳۸۰، ص ۱۲۴۔ ۱۳۵) ترنر کے بیان کے مطابق، عام طور پر تقریبات اور رسومات

سے معاشرے کے لوگوں کے درمیان فاصلہ کم ہوتا ہے۔ (ترنر، ۱۳۷۸، ص۸۰۔۹۶) اور جب ان تقریبات میں مذہبی رنگ پیدا ہو جاتا ہے تو اس کا اثر بڑھ جاتا ہے کیونکہ اس صورت میں یہ سماجی تقریب با معنی ہو جاتی ہے اور ثواب کا وعدہ اسے اور پر کشش بنا دیتا ہے۔ تقریبات سے اجتماعی روابط مضبوط ہوتے ہیں اور سماجی کشمکش دور ہوتی ہے۔ (امین، ۱۳۹۶، ص۵۱)

واقعۂ عاشورہ کا ایک اثر یہ ہے کہ اس کی یاد سے انسان کو ایک طرح کا سکون اور آرام ملتا ہے۔ در حقیقت مجالس عزاء اور ذکر مصیبت کا ایک اثر روح کی تبدیلی اور قلب کا سکون ہے۔ اربعین کی احتجاجی پیادہ روی میں شریک ہونا، خود سکون اور نشاط پانے کا ایک ذریعہ ہے۔ انسان اس پروگرام میں جاتا ہے تو امام حسین علیہ السلام اور آپ کے اصحاب کی سب سے بڑی خصوصیت (سکون اور اطمینان) کے اسباب کے علم کے ساتھ ساتھ یہ سیکھتا ہے کہ زندگی کے سخت ترین لمحات میں کس طرح اپنا آرام و سکون محفوظ کیا جا سکتا ہے اور مشکلات اور مصائب کا مقابلہ کس طرح کیا جاتا ہے، کیونکہ امام حسین علیہ السلام کے اصحاب اگرچہ الگ الگ قوم و قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے اور ان کے اصول و قوانین الگ الگ تھے اس کے باوجود ان میں ذرہ برابر اختلاف نہیں ہوا۔

۳/۵۔ ایک جدید سماجی نظام کی پیدائش

دورکیم کا مشہور ترین سماجی نظریہ ہے محبت اور آپسی روابط سے جو سماجی نظام پیدا ہوتا ہے اس کی بقاء میں تقریبات کا بہت بڑا حصہ ہوتا ہے، چھٹیاں اور مقدس ایام کی وجہ سے اجتماعی زندگی میں جو "وقفہ" پیدا ہوتا ہے، اس سے ایک دوسرے کے پاس بیٹھنے اور انھیں سمجھنے کا موقع ملتا ہے۔ تقریبات کی وجہ سے حاصل ہونے والی ہم نشینی سے معاشرے کے بکھرے ہوئے لوگ ایک جگہ جمع ہوتے ہیں اور ایک دوسرے کے آداب و رسوم سے آشنا ہوتے ہیں اور اس طرح ان کے اندر "سماجی نظم" کی روح پیدا ہوتی ہے۔ (رودنبولر، ص۹۱۔۹۲) ویل دورینٹ کی نظر میں ثقافت ایک سماجی نظم ہے جس کی وجہ سے ثقافتی خلاقیت پیدا ہوتی ہے، اس خلاقیت کا ظہور اسی صورت میں ممکن ہے جب معاشرے سے حرج و مرج کا خاتمہ ہو جائے اور مکمل طور پر امنیت پیدا ہو جائے۔ (دورینٹ، ۱۳۳۱، ص۱۹) جدید سماجی نظام کی پیدائش، اربعین کا دوسرا عظیم اثر ہے۔ سماجی نظام، ثقافت کی ایک ذیلی قسم ہے جس میں ثقافت کے تمام اجزاء کو منظّم کرنا ممکن ہوتا ہے۔ (محمدی سیرت، ۱۳۹۵، ص۲۰)

اربعین کی مشی (پیادہ روی) مذہبی تقریب کا ایک مظہر ہے، جس نے عراق جیسے پُر آشوب اور غیر منظّم ملک میں، نظم کی ایک جدید تصویر پیش کی ہے۔ ایک ایسی تصویر جو آج تک دنیا کے تجربہ کار ممالک بھی نہ پیش کر سکے۔ مثال کے طور پر اربعین میں وہ سماجی نظم ہوتا ہے جس کی وجہ سے ۲/۷ ملین لوگوں کی تقریب میں، سعودی عرب کے ۳/ ملین والی حج کی تقریب کے مقابلہ بہت کم پریشانیاں آتی ہیں۔ اس سکون اور ثبات کے

رموز اربعین کے مختلف اجزاء میں نہاں ہے، ان رموز کے نتیجہ کو ہم "جدید سماجی نظام" کا سبب مانتے ہیں۔اس طرح اربعین کی پیادہ روی سے جدید سماجی نظام کی پیدائش کے ساتھ ساتھ ، قومی سماجی نظام بھی وجود میں آتا ہے جو عراق کی سیاست اور امنیت میں موثر ہوتا ہے۔

۴۔اربعین کی پیادہ روی کے سیاسی اثرات

اسلام میں سیاست، عین دیانت ہے، اربعین کو اسلام کے اس نظریہ کا بارز نمونہ جانا جاسکتا ہے۔ اگر یہ مان لیا جائے کہ قیام امام حسین علیہ السلام اور عاشورہ کا فلسفہ، معاشرہ کی اصلاح اور ظالمانہ نظام سے مقابلہ ہے تو اربعین اس کی یاد ہے۔ دوسرے لفظوں یہ کہا جائے کہ شیعہ حضرات اربعین کے موقع پر اپنی طاقت کا مظاہرہ کرکے یہ بتاتے ہیں کہ ہم اپنے امام کی طرح ظلم اور فساد سے مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہیں اور اس بات میں اس لئے دم پایا جاتا ہے کیونکہ ہر قوم اور ہر ملک کا شیعہ ،اس میں ہوتا ہے اور اس طرح امام حسین علیہ السلام کا ظلم سے ٹکرانا اور امام حسین علیہ السلام کی نظر میں دین اور سیاست کی عینیت ،عالمی سطح پر ظاہر ہوتی ہے۔

۱/۴۔ ظلم اور استکبار سے مقابلہ اور بیزاری

تحریک عاشورہ نے دنیاوالوں کو یہ بتادیا کہ ظلم، فساد اور استکبار سے ٹکرانا ہی اس سے مقابلہ کا واحد راستہ ہے۔ قیام حضرت اباعبداللہ کا اصلی پیغام یہ تھا کہ معاشرہ کی اصلاح اور دین کی ترویج کے لئے موجودہ حالات اور حاکم نظام سے ٹکرانا ضروری ہے۔ شیعیت کی تاریخ، سیاسی جد و جہد اور ظالموں کی بغاوت سے بھری پڑی ہے۔

الشیبی کی نظر میں ظالم سے مقابلہ، شیعوں کی میراث ہے جس کی ابتدا سقیفہ ہے اور جس کا عروج عاشورہ ہے، لہٰذا شیعہ اپنی اس میراث سے کبھی دور نہیں ہوئے۔ (الشیبی، ۱۳۸۰، ص۲۶-۳۶) شیعوں کے اس مستقل جد و جہد سے چار اہم ترین کامیابیاں حاصل ہوئیں:

(۱) نظریۂ تقیہ کی پیدائش، جو کہ شیعیت کی حفاظت اور بقاء کی سیاسی اور اعتقادی حکمت عملی ہے۔ (امین، ۱۳۹۵، ص۶۴)

(۲) نظریۂ امامت کی پیدائش، اس نظریہ کی بنیاد یہ ہے کہ امام، خداوندعالم کی طرف سے منسوب ہوتا ہے۔ (امین، ۱۳۹۵، ص۶۴)

(۳) نظریۂ عصمت کی پیدائش، جو کہ امام شناسی کا اہم ترین رکن ہے۔ (الشیبی، ۱۳۸۰، ص۲۹)

(۴) شیعیت کے درمیان عقیدۂ مہدویت کی پیدائش، (الشیبی، ۱۳۸۰، ص۳۰)

اس بنیاد پر اگر عاشورہ کو شیعیت کی جانب سے استکباری نظام سے بیزاری کا اعلان مان لیا جائے تو اربعین کو اس کی ظاہری شکل تسلیم کرنا ہوگا۔ امام حسین علیہ السلام نے اپنے کو "قَتِیلُ العَبَرَہ" یعنی کشتۂ عبرت (آنسو) کہا ہے۔ (ابن شہر آشوب، ۱۳۷۶، ج ۳ ص ۲۳۹)

کیونکہ جب کوئی مؤمن آپ کو یاد کرے گا، تو عبرت حاصل کرے گا۔ لہٰذا حضرت اباعبداللہ علیہ السلام کی عزاداری، ہر دور میں شیعوں کے لئے باعثِ عبرت اور آپ کا راستہ تاریخ میں، ظلم سے بیزاری کا اعلان ہے۔ مثال کے طور پر سماجی تبدیلیوں کے ظہور میں مذہبی انجمنوں اور مجالس عزاء کے کردار کی طرف اشارہ کیا جاسکتا ہے جس کا روشن ترین نمونہ، اسلامی انقلاب ہے۔ (ر۔ک، جعفریان، ۱۳۸۱) یہی وجہ تھی کہ عراق کے بعثی نظام (صدام) کے زمانے میں اربعین پر پابندی لگا دی گئی تھی، یہ اس بات کی دلیل ہے کہ حضرت اباعبداللہ علیہ السلام کی عزاداری میں استکباری نظام سے ٹکرانے کی ظرفیت پائی جاتی ہے۔ اسی لئے اربعین میں کروڑوں شیعہ، ایک دوسرے کے ساتھ شانہ سے شانہ ملا کر سید الشہداء علیہ السلام کا راستہ طے کرتے ہیں اور "هَیهَاتَ مِنَّا الذِّلَّة" کا نعرہ لگاتے ہیں، جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس پیادہ روی کی تقریب میں شرکت کرنے والوں میں استکبار سے ٹکرانے کا بھرپور جذبہ پایا جاتا ہے۔

۴/۲۔ وحدت اور اسلامی بیداری

ظاہری نظر میں، عاشورہ ایک تحریک تھی جو حضرت امام حسین علیہ السلام اور آپ کے ۷۲ ساتھیوں کے بدست، سنہ ۶۱ ہجری کے محرم میں، کربلا کے میدان میں انجام پائی جہاں امام اور آپ کے باوفا اصحاب شہید کر دئے گئے اور آپ کے گھر والوں کو قیدی بنا لیا گیا۔ لیکن حقیقت میں یہ واقعہ، ایک تحریک کی چنگاری بن گیا اور صدیوں سے شیعوں اور حضرت اباعبداللہ علیہ السلام کے عاشقوں کے لئے اتحاد کا مرکز ہے۔ نیکلس اس کے بارے میں لکھتا ہے: "کربلا کا حادثہ، اموی خاندان کے لئے ندامت کا باعث بنا؛ کیونکہ اس واقعہ نے شیعوں کو متحد کر دیا اور سب امام حسین علیہ السلام کے خون کا بدلہ لینے کے لئے ہم صدا ہو گئے اور ان کی آواز کی گونج ہر جگہ، بالخصوص عراق اور ایران تک پہونچی۔" (حسن ابراہیم حسن، ۱۳۶۶، ج۱، ص ۳۶۵)

تقریبات کا ایک اثر اجتماعی وحدت ہے۔ سماجیات کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے ایک سماجی تحریک کی عملی کامیابی دوسری تحریکوں کے لئے آئیڈیل ہوتی ہے اور انھیں اپنے راستہ کی طرف جذب کرتی ہے۔ (گیڈنز،

۱۔ " اَنَا قَتِیلُ العَبَرَةِ لَایَذکُرُنِی مُؤمِنٌ اِلَّا اسْتَعْبَرَ"؛ میں کشتہ عبرت (اشک) ہوں، جب بھی کوئی مؤمن مجھے یاد کرے گا گریہ کرے گا۔ (ابن شہر آشوب، ۱۳۷۶، ج ۳، ص ۲۳۹)

۱۳۷۶، ص۱۴۹) سماجی ہم آہنگی اور گروہی اتحاد، امام حسین علیہ السلام کی عزاداری کا اہم ترین اثر ہے۔ اگر گیڈنز کا فارمولا مان لیا تو اس صورت میں یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ ہر تقریب کے دو اثر (عیاں اور پنہاں) ہوتے ہیں۔ (گیڈنز، ۱۳۷۶، ص۷۴۹) سماجی ہم آہنگی اور گروہی اتحاد کو امام حسین علیہ السلام کی عزاداری کا پنہاں اثر مانا جائے گا اور اربعین کی تقریب میں یہ اثر، سیاسی اتحاد اور بین الاقوامی یکجہتی میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ’’اسلام نے اجتماع اور وحدت کلمہ کے سلسلہ میں بے حد تبلیغ کی ہے اور اس پر عمل کیا ہے؛ یعنی ایسے ایام کی معرفی کی ہے جو وحدت کی تحکیم کا باعث ہیں جیسے عاشورہ اور اربعین۔‘‘ (خمینی، ۱۳۸۹، ج۱۵، ص۴۳۸)

آخری چند سالوں میں، اسلامی ممالک کے سیاسی اور حکومتی ڈھانچے میں تبدیلی ہوئی ہے جس کو ’’اسلامی بیداری‘‘ کے عنوان سے یاد کیا جاتا ہے۔ اسلامی بیداری، اسلام کے ایسے سچے اصولوں کی طرف رجوع کرنا اور ظالم کے خلاف قیام ہے جن اصولوں سے معاشرے کے جسم میں شجاعت، عزت، ظلم کی مخالفت کی روح پیدا ہوتی ہے۔ (سعیدی، ۱۳۹۱، ص۸۹) اسلامی بیداری کی پہلی لہر ۱۹۷۹ میں ایران میں شروع ہوئی بعد میں جس کے اثرات دوسرے اسلامی ممالک پر پڑے۔ امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ نے ’’کُلُّ یومٍ عَاشُورا وَ کُلُّ اَرضٍ کَربَلا‘‘ کا قانون پوری دنیا میں عام کیا اور آپ کا انقلاب دوسرے اسلامی ممالک میں تبدیلیوں کا باعث بنا۔ ایران کے اسلام انقلاب کے بعد لبنان کی مزاحمتی تحریک آج تک جاری ہے اور اسلامی بیداری کی علمبردار ہے۔ اسلامی بیداری کی یہ موج آخری دہائی میں بہت سے ممالک از جملہ مصر، لیبیا، تیونس اور یمن میں کامیاب ہوئی جس کے نتیجہ میں ان ممالک کے مغرور حاکموں کی حکومت کا تختہ پلٹ گیا۔ (بذر افکن اور ان کے معاونین، ۱۳۹۱، ص۳۲۹) ان تحریکوں کا جائزہ لینے سے پتہ چلتا ہے کہ سماجی ہم آہنگی اور سیاسی اتحاد ہی ان کی اصل بنیاد ہے۔ مجالس اور مذہبی تقریبات کا انعقاد اسلامی تحریکوں کی اصلی وجہ ہے۔ (امین، ۱۳۹۵، ص۵۳) اربعین کی تقریب میں، اسلامی بیداری کا ایک خاص جلوہ نظر آتا ہے۔ شرکت والوں کی طرف سے ’’ھَیھَات مِنّا الذِّلۃ‘‘ اور آل سعود اور تکفیریوں اور داعشیوں پر مردہ باد کا نعرہ لگایا جانا، مجاہد مجتہدین کی تصویروں کو ہاتھوں میں لیکر راستہ طے کرنا؛ مثلاً بحرین کے لوگوں کا آیت اللہ عیسیٰ قاسم اور نیجیریہ کے لوگوں کا شیخ زکزاکی و۔۔۔ کی تصویر ہاتھ میں اٹھانا، یہ ساری چیزیں اربعین کی پیادہ روی میں اسلامی بیداری کا مظہر ہیں۔

۳/۴۔ امنیت اور تحفظ پیدا ہونا

پہلے بیان کیا گیا ہے کہ اربعین کی پیادہ روی کا ایک اثر، لوگوں کے درمیان ایک قسم کا جدید سماجی نظام پیدا ہونا ہے۔ اسی اثر کو جب قومی سطح پر دیکھا جاتا ہے تو اسی کو سیاسی اثر کہا جاتا ہے ہے۔ یعنی ایک بہت بڑے اجتماعی

گروہ کی معاشرت اور زندگی جوان کے اجتماعی نظم کا سبب ہوتی ہے اور جب یہ اثر قومی سطح پر پہونچتا ہے، تو امنیت اور ثبات کی پیدائش کا ذریعہ ہوتا ہے اور یہ امنیت کسی حکومت اور انتظامیہ کی منصوبہ بندی کے بغیر وجود میں آتی ہے۔ دوسرے لفظوں میں کہا جا سکتا ہے کہ اس صورت میں اجتماعی جہت، سیاسی خلل اور عمومی نظم کو بگڑنے سے روکتا ہے، سید الشہداء علیہ السلام کے زائروں کے اخلاق اور اسلامی حقوق کی پابندی اس خصوصیت کی اصل جڑ ہے۔ تحریک عاشورہ کے سیاسی اثرات کے بارے میں جو کہا گیا ہے اس کی بناء پر اربعین کو عصر حاضر کا عظیم ترین امنیتی مشق کہا جا سکتا ہے۔ ایسی مشق جس میں ۲/۷ ملین لوگ شامل ہوتے ہیں، کسی فوجی تنظیم میں رکنیت کی وجہ سے نہیں بلکہ اس قلبی لگاؤ کی خاطر اس مشق میں شامل ہوتے ہیں جو ازل اور ابد سے ان کے اندر پایا جاتا ہے۔

امنیت کے سلسلہ میں دو اہم گفتار کا مشورہ دیا جا سکتا ہے: مثبت گفتار اور منفی گفتار۔ منفی گفتار میں شدت اور سختی ہوتی ہے لیکن مثبت گفتار میں نرمی اور نزاکت۔ (افتخاری، ۱۳۸۷، ص۱۶۸) اربعین کی پیادہ روی میں منفی گفتار کے بر خلاف اجتماعی امنیت حاصل ہوتی ہے کہ جس کا بنیادی اثر سماج اور اربعین کے اجتماع میں پایا جاتا ہے۔ مثبت گفتار میں نرمی اور نزاکت کا ہونا، علاقہ میں امنیت کے ظہور کا باعث ہوتا ہے۔ (محمد سیرت، ۱۳۹۵، ص۲۱) اس بنیاد پر، اربعین کی تقریب، کسی طاقت اور زور و زبردستی کے استعمال کے بغیر، امنیت پیدا ہوتی ہے جس کی مثال پوری دنیا میں کہیں نہیں پائی جاتی۔

نتیجہ اور تجویز

اس مقالہ میں جو باتیں لکھی گئیں ان کے مطابق اربعین حسینی کی پیادہ روی، تشیع کی بلندی اور کمال کا موثر ترین راستہ ہے۔ یہ تقریب کروڑوں شیعوں کی شرکت کے ساتھ عراق میں انجام پاتی ہے اور مختلف پہلوؤں میں موثر بھی ہے۔ اگر تحریک عاشورہ اور عزاداری کا معنوی اور مذہبی پہلو دیکھا جائے تو سماجی اور سیاسی حوالہ سے امام حسین علیہ السلام کی اس تحریک اور اربعین کی پیادہ روی میں یہ اثرات پائے جاتے ہیں:

(۱) ایک طرح کی سیاسی اور سماجی مشق ہوتی ہے کہ جس کے ذریعہ شیعوں کا اتحاد، امنیت، قدرت اور مقصد، دنیا والوں تک پہونچتا ہے اور اس کا اثر دوسری قوم پر پڑتا ہے۔

(۲) ایک ایسی سماجی اور سیاسی عبادت ہے جو شیعوں کے لئے سکون و اطمینان، شناخت، وحدت اور ایک دوسرے سے نزدیک ہونے کا باعث ہے اور یہ چیز اندرونی اور بیرونی سطح پر، اسلام اور تشیع کے لئے کمال کا سبب بنتی ہے۔ اسی لئے اس مقالہ میں اربعین کے اثرات کی بحث دو مدار (سیاسی اور سماجی) پر ہوئی نیز سماجی اور سیاسی علوم کے مطالعات کے درپے اس کے تاثیر کی بحث کی گئی جس کے تجزیہ سے چند سماجی اور سیاسی اثرات سامنے

آئے ہیں، سماجی اثرات میں شناخت، اسلامی طرز زندگی کی تشکیل، اصلاح معاشرہ، ظہور کی تیاری، سماجی اور فردی مشکلات اور مصائب سے نجات اور جدید سماجی نظام کی پیدائش۔

اور سیاسی اثرات میں ظلم اور استکبار کی مخالفت، اسلامی بیداری اور اتحاد، امنیت وغیرہ کو شمار کیا جا سکتا ہے۔ مقالہ میں گنجائش نہ ہونے کی وجہ سے، اثرات کا صرف مختصر تجزیہ کیا گیا ہے لیکن محققین کے لئے اس کی تحقیقی فضا بہت وسیع ہے۔ اس کے علاوہ اربعین کی پیادہ روی کے اور بہت سے اثرات ہیں جن کو مقالہ کی محدودیت کی وجہ نہیں بیان کیا گیا ہے۔

آخر میں اربعین کی پیادہ روی کے اثرات کو مزید بہتر بنانے اور مطلوبہ منزل کو پانے کے لئے چند تجاویز پیش کی جا رہی ہیں، از جملہ:

۱۔ اربعین کی پیادہ روی کے نواقص کو دور کرنے کے لئے عالمی سطح پر یونیورسٹیوں اور تحقیقی مراکز میں شعبے قائم کئے جائیں تاکہ ظرفیت کی شناخت کرکے مذہبی اور قومی پہلوؤں سے منصوبہ بندی کی جا سکے۔

۲۔ نابغہ افراد کی ایک کمیٹی تشکیل دی جائے جو ہر سال اربعین کی پیادہ روی اور مواکب کے بانیوں کے لئے منصوبہ بندی کرے۔

۳۔ اربعین کے ہیڈ کوارٹر کو سماجی، سیاسی، معاشی اور معاشرتی حوالہ سے عالمی سطح پر پورے سال سرگرم رہنا چاہیئے۔

۴۔ اربعین کی پیادہ روی کو عالمی سطح کی میڈیا پر مکمل طور پر کوریج کرنا چاہیئے اور زائرین کی تعداد بڑھانے کے لئے سیٹلائٹ نیٹ ورک تاسیس کیا جانا چاہیئے۔

نابغہ افراد کے ذریعہ ثقافتی خوراک آمادہ کرکے تقسیم کیا جائے تاکہ شرکت کرنے والوں کی بصیرت اور سیاسی سوجھ بوجھ میں اضافہ ہو؛ اور۔۔۔

کتابنامہ

قرآن کریم

ابن بابویہ، محمد بن علی (۱۴۱۳ھ) من لایحضرہ الفقیہ، قم: انتشارات اسلامی

ابن جوزی، عبدالرحمٰن بن علی (۱۴۱۲ھ) المنتظم فی تاریخ الملوک والامم، بیروت، دارالکتب العلمیہ

ابن شہرآشوب، محمد بن علی (۱۳۷۶ھ) مناقب آل ابیطالب، نجف: مطبعہ الحیدریہ

ابن طاووس، غیاث الدین بن عبدالکریم (۱۳۹۲ھ) فرحہ الغری، قم: شریف رضی

ابن قولیہ، جعفر بن محمد (۱۳۷۵ھ) کامل الزیارات، تہران، نشر صدوق

افتخاری، اصغر (۱۳۸۷ھ) انقلاب اسلامی وامنیت ملی، درآمدی بر تحول گفتمانی۔
راہبر دی امنیت ملی در جمہوری اسلامی ایران» گفتارہ ای دربارہ انقلاب اسلامی ایران، تہران، دانشگاہ امام صادق علیہاالسلام
امین، محسن (۱۳۹۵) پیادہ روی اربعین بہ مثابہ ارتباطات آیینی شیعی، پایان نامہ کارشناسی ارشد، دانشگاہ امام صادق علیہ السلام
بذرافکن، مجید؛ جاودانی مقدم، مہدی (۱۳۹۱) بیداری اسلامی وجنبش اسلامی درخاورمیانہ»، بیداری اسلامی در نظرو عمل، تہران: دانشگاہ امام صادق علیہ السلام
براکت، اسکار (۱۳۶۳) تاریخ تئاتر جہان، تہران: نشر نقرہ
بشیر، حسن (۱۳۹۱) تعزیہ، تہران: دانشگاہ امام صادق علیہ السلام
بلوشر، پیرت (۱۳۶۳) سفر نامہ بلوشر، ترجمہ کیکاووس جہانداری، تہران: خوارزمی
ترنر، جاناتان، اچ (۱۳۷۸) مفاہیم وکاربردہای جامعہ شناسی، ترجمہ محمد فولادی و محمد عزیز بختیاری، قم: موسسہ آموزشی وپژوہشی امام خمینی رحمہ اللہ علیہ
توسلی، غلام عباس (۱۳۶۹) نظریہ ہای جامعہ شناسی، تہران: سمت
توسلی، غلام عباس (۱۳۸۱) جامعہ شناسی دینی، تہران: سخن
جان احمدی، فاطمہ (۱۳۸۸) "انگارہ ہای فرہنگی عاشورا در فرہنگ سازی انقلاب اسلامی ایران»، مجموعہ مقالات دومین کنگرہ سراسری عاشوراپژوہی، سازمان اوقاف وامور خیریہ
جعفریان، رسول (۱۳۸۱) تاملی در نہضت عاشورا، قم: انصاریان
جوادی آملی، عبداللہ (۱۳۹۴) ادب فنای مقربان –جلد اول: شرح زیارت جامعہ کبیرہ، قم، اسراء
حرّ عاملی، محمد بن حسن (۱۴۱۶) وسائل الشیعہ، قم، مؤسسہ آل البیت علیہم السلام لاحیاء التراث،
حسن، حسن ابراہیم (۱۳۶۶) تاریخ سیاسی اسلام، ترجمہ ابوالقاسم پایندہ، تہران: جاویدان
حسینی، فریدہ سادات؛ مزیدی، محمد؛ حسین چاری، مسعود (۱۳۸۹) " پیش بینی سبک ہای ہویت براساس جہت گیری ہای مذہبی در میان دانشجویان دانشگاہ شیراز»، اندیشہ ہای نوین تربیتی، دورہ ۶ شمارہ ۱
خمینی، سید روح اللہ (۱۳۸۹) صحیفہ امام، تہران: مؤسسۂ تنظیم ونشر آثار امام خمینی رحمہ اللہ علیہ
خواجہ نوری، بیژن؛ روحانی، علی؛ ہاشمی، سمیہ (۱۳۸۹) " سبک زندگی وہویت ملی (مطالعہ موردی: دانش آموزان دبیرستان ہای شہر شیراز)»، مطالعات ملی، شمارہ ۱۱
خواجہ نوری، بیژن؛ کریمی، ماندانا؛ خجستہ، سعاد (۱۳۹۴) " بررسی رابطۂ فرآیند جہانی شدن فرہنگی وہویت مذہبی در ایران»، تحقیقات فرہنگی ایران، شمارہ ۲۹

دربندی، فاضل (۱۳۹۲) اسرار الشہادہ، تہران: طوبای محبت
دغاقلہ، عقیل (۱۳۸۶) "نسبت سنجی ہویت ہای اجتماعی والگوہای ہویت یابی در جہان امروز»، راہبرد، شمارہ ۴۵
دورانت، ویل (۱۳۳۱) تاریخ تمدن، ترجمۃ احمد آرام، تہران: سینا
دہخدا، علی اکبر (۱۳۷۲) لغت نامہ دہخدا، تہران: موسسہ انتشارات وچاپ دانشگاہ تہران
ذہنی تہرانی، سید محمد جواد (۱۳۸۹) ترجمہ کامل الزیارات، تہران: پیام حق
رحمانی، جبار (۱۳۹۲) مطالعات جامعہ شناختی وانسان شناختی مناسک عزاداری محرم،
تہران: خیمہ
رستمی، حیدر علی (۱۳۸۸) " نقش قیام عاشورا وانتظار موعود درتداوم وپویایی فرہنگ
تشیع»، مجموعہ مقالات دومین کنگرہ سراسری عاشورا پژوہی، سازمان اوقاف وامور خیریہ
رضوی زادہ، ندا (۱۳۹۶) " ادراک وتجربہ زیستۂ زائران پیادہ ایرانی در عراق (مطالعہ موردی:
پیادہ روی اربعین آذر - ۱۳۹۳ عراق)»، مطالعات وتحقیقات اجتماعی درایرن، دورہ ششم،
شمارہ ۴
رودنبولر، اریک دبلیو (۱۳۸۷) ارتباطات آیینی؛از گفتگوہ ایروزمرہ تاجشن ہای رسانہ ای
شدہ، ترجمۃ عبداللہ گیوبان، تہران: دانشگاہ امام صادق علیہ السلام
سبحانی، جعفر (۱۳۸۵) فروغ ابدیت: تجزیہ و تحلیل کاملی از زندگی پامبر اکرم صلی اللہ علیہ و
آلہ، قم: بوستان کتاب
سعیدی، روحال امین (۱۳۹۱) " بیداری اسلامی: طراحی یک چارچوب نظری»، بیداری اسلامی در نظر و عمل، تہران:
دانشگاہ امام صادق علیہ السلام سیوری، راجر (۱۳۹۵) ایران عصر صفوی، تہران: نشر مہر
الشیبی، مصطفیٰ کامل (۱۳۸۱) تشیع وتصوف، ترجمہ علی رضا ذکاوتی، تہران: امیر کبیر
طالبی، ابوتراب؛براق علی پور، الہہ (۱۳۹۴) "گونہ شناسی زیارت ودینداری زائران
معناکاوی کنش زیارت زائران امام رضا علیہ السلام»، علوم اجتماعی، شمارہ ۶۹
طبرسی، حسن بن فضل (۱۳۶۸) مکارم الاخلاق، قم: الشریف الرضی
طوسی، محمد بن حسن (۱۴۱۱ھ.) مصباح المجتہد، بیروت: موسسہ فقہ الشیعہ
طوسی، محمد بن حسن (۱۳۶۴) تہذیب الاحکام، تہران: دار الکتب الاسلامیہ
فلانگان، ک. (۱۳۹۴) آیین در فرہنگ علوم اجتماعی (باتاکید بر مفاہیم دینی)، ترجمہ
محمد قلی پور، مریم ابراہیمی، ثمین نیازی، مشہد: شاملو

قوام، میر عظیم (۱۳۸۴) نقش امدادهای الهی و معنویت در تحولات سیاسی، تهران: سازمان عقیدتی وسیاسی نیروی انتظامی
گیدنز، آنتونی (۱۳۷۶) جامعه شناسی، ترجمة منوچهر صبوری، تهران: نشرنی
گیدنز، آنتونی (۱۳۷۸) تجدد و تشخص: جامعه وهویت شخصی در عصر جدید، ترجمة ناصر موفقیان، تهران: نشرنی
لانکوار، روبر (۱۳۸۱) جامعه شناسی جهانگردی و مسافرت، تهران: انتشارات دانشگاه شهید بهشتی
مجلسی، محمد باقر (۱۳۶۳) بحارالانوار، قم: دارالکتب الاسلامیه
محسنیان راد، مهدی (۱۳۸۶) "مدیریت هیأتی در سازمان وتاثیر آن بر فعالیت روابط عمومی»، رسانه، سال هجدهم، شماره ۷۰
محمدی سیرت، حسین (۱۳۹۵) " اربعین، منسک اجتماعی در قواره ای تمدنی: ظرفیت ها و زیر سیستم های تمدنی»، مطالعات مسجد و مهدویت، شماره دوم، پاییز و زمستان ۱۳۹۵
مفید، محمد بن محمد (۱۴۱۴ھ.) مسار الشیعہ، قم: دارالمفید
مکارم شیرازی، ناصر (۱۳۷۴) تفسیر نمونه، تهران: دارالکتب الاسلامیه
مندراس، هانری (۱۳۸۴) مبانی جامعه شناسی، ترجمه باقر پرهام، تهران: امیر کبیر
نوری، حسین بن محمد تقی (۱۴۱۸ھ.) مستدرک الوسائل، قم: موسسه آل البیت علیهم السلام لاحیاء التراث
واله اصفهانی، محمد یوسف (۱۳۸۱) ایران در زمان شاه صفی وشاه عباس دوم، تهران: انجمن آثار ومفاخر فرهنگی
یوسفی غروی، محمد هادی (۱۳۸۸) تاریخ تحقیقی اسلام (موسوعة التاریخ الاسلامی)، قم: موسسه آموزشی وپژوهشی امام خمینی رحمه الله علیه
یوسفی، علی؛ صدیق اورعی، غلام رضا؛ کهنسال، علیرضا؛ مکری زاده، فهیمه (۱۳۹۱) «پدیدار شناسی تجربی زیارت امام رضا علیه السلام»، مطالعات اجتماعی ایران، سال سوم، شماره ۳
خبر گزاری رسمی جمهوری اسلامی، نشانی اینترنتی: http://www.irna.ir کد خبر: ۸۱۸۶۴۰۱۴ تاریخ ۱۲/ ۹/ ۱۳۹۴

Bacock, R. (۱۹۷۴). Ritual in Industry Society, London: Allen and ynwin

Barber, B. L., Stone, M. r., Hunt, J. E., Eccles, J. S. (۲۰۰۵). "Benefits of Activity Participation: the role of Identity Affirmation and peer Group Norm

Sharing" Organized activities as context of development, Mahwah, New Jersey: Lawrence Erlbaum Associates Publishers

Haggard, L. M., Williams, D. R. (۱۹۹۲). "Identity affirmation through leisure activities: leisure symbols of the self", Journal of Leisure Reserch, No. ۲۴

Kanekar, A. Arati, K. (۱۹۹۲). "Celebration of place; Processional Rituals and Urban Form", Massachusetts Institute of Technology, Department of Architecture, No. ۲۰

Weber, M. (۱۹۶۰). The social psychology of the world religions, London: Routledge

Yinger, M. (۱۹۶۰). The Scientific Study of Religion, London: Routledge.

Taheri, B. (۲۰۱۶). "Emotional. Connection, Materialism, and Religiosity: An Islamic tourism experience", Journal of Travel & Tourism Marketing, No. :۶ ۱۰۱۱_۱۰۲۶

Christia, F., Dekeyser, E. and Knox, D. (۲۰۱۶). To Karbala: Surveying Religious Shi'a from Iran and Iraq, MIT Political Science Department Research Paper No. ۲۰۱۶_۳۹. Available at SSRN: https://papers.ssrn.com/sol ۳/papers.cfm?abstract_id=۲۸۸۵۳۴۶

Eade, J. (۱۹۹۲). Pilgrimage and Tourism at Lourdes, France, Annals of Tourism

Research, No.1 .۱۸-۳۲۱